فکر اقبال کی آبیاری میں مقبوضہ کشمیر کی مساعی

منیر حسین پی ایچ ڈی اقبالیات سکالر "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
ڈاکٹر شاہد اقبال کامران پروفیسر، صدر شعبہ اقبالیات "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT:

Kashmir is Heaven on Earth. Kashmiri has famous for their erudition and luminaries past. World first Iqbal Chair was installed in Kashmir university Srinagar in Indian Occupied Kashmir in 1977, Aali Ahmad Saroor was appointed first Iqbal professor in it. After two years in 1979 this Iqbal Chair was designated as Iqbal Instituate and its started Academic and research activities. Apart from this Iqbal Institute Jammu University, Jammu and Kashmir Academy of Art and Cullture and Iqbal Academy Srinagar also promoting the light of Iqbal philosophy in Indian Occupied Kashmir. These Institutes also translated the poetry of Iqbal into many languages i-e, Doghri, Hindi, Kashmiri, Sunskrit, Punjabi and Urdu. More-ever these Institutes organised seminars, extension lectures, conducted infinite conferences and published scores of books over poetry and philosophy of poet of East. Universities of Indian Occupied Kashmir producing dissertations and thesis from Master to PhD in Iqbal political, religious, economic, social and spiritual aspects.

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر   کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایران صغیر (۱)

ریاست جموں و کشمیر ایک مردم خیز خطہ ہے۔ اس خطے سے ہی اقبال کے آباؤ اجداد ہجرت کر کے پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں سکونت پزید ہوئے تھے۔ اقبال کو وادی گل پوش سے والہانہ محبت تھی اور وہ اپنے آپ کو "تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر" سمجھتے تھے۔ آپ نے ۱۹۲۱ء میں اس ریاست کا سفر بھی کیا تھا۔ کشمیری قوم میں بھی تفکر اور تدبر کے خصائص موجود ہیں اس لیے اقبال شناسی کے حوالے سے جو کاوشیں اقبال کی زندگی میں ہوئی ان میں یہ قوم پیش پیش تھی۔ سب سے پہلے اقبال کے سوانح حالات معہ تصاویر شائع ہوئے۔ وہ ایک کشمیری نژاد محمد دین فوق نے "کشمیری میگزین" میں (۱۹۰۹ء) میں شائع کیے۔ اقبال پر سب سے پہلی کتاب مولوی احمد دین نے بعنوان "اقبال" ۱۹۲۳ء میں شائع کی۔ ریاست میں پہلا یوم اقبال جو منایا گیا اس کے متعلق ڈاکٹر محمد اسد اللہ وانی رقم طراز ہیں:

> ۔"ریاست میں پہلا "یوم اقبال" ۱۹۳۸ء میں منایا گیا۔ یوم اقبال کے مشاعرے کی صدارت منشی سراج الدین احمد نے کی تھی۔ اس مشاعرے میں روش صدیقی، عبدالمجید

سالک اور حفیظ جالندھری بھی شریک ہوئے۔ ریاستی شعراء میں قیس شیروانی، دے ناناتھ
مست، لاگت جموی اور فاضل کشمیری شامل تھے۔"(۲)

ریاست کشمیر سے تعلق رکھنے والے حسن حسرت نے حیات اقبال(۱۹۳۸ء) اور اقبال نامہ (۱۹۴۱ء) شائع کیں۔ فکر اقبال کی ترا و یج میں اس وقت رخنہ پڑا جب ۱۹۴۷ء میں ہندوستان نے عسکری قوت کے بل بوتے پر ریاست کے ایک بڑے حصے پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور مقبوضہ کشمیر میں اقبال کو شجر ممنوعہ قرار دے دیا۔ ہندوستان کی یہ ہٹ دھرمی مقبوضہ کشمیر کے عوام کو اپنے مربی اور محسن سے ناطہ توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ شیخ عبداللہ کے دور اقتدار میں آل احمد سرور نے ۱۹۵۳ء میں کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں اقبال پر توسیعی خطبہ دیا۔ کشمیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر اصغر فیضی کی فرمائش پر جگن ناتھ آزاد نے اقبال پر تین توسیعی خطبات دینے کی حامی بھر لی لیکن حکومت ہندوستان نے جگن ناتھ آزاد کو مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ یہ تینوں خطبات بعد میں "ہندوستان میں اقبالیات آزادی کے بعد" کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ مقبوضہ کشمیر میں اقبال کے حوالے سے جو پہلی تصنیف منظر عام پر آئی اس کے متعلق ڈاکٹر اسداللہ وانی تحریر کرتے ہیں کہ

"شہزادی کلثوم کو اس ضمن میں اولیت حاصل ہے جنھوں نے "شاعرات اور اقبال" کے عنو
ان سے اقبال کے بارے میں ایک کتاب تحریر کی جسے اس کے بھائی اکبر جے پوری نے ترتیب
دے کر ۱۹۵۵ء میں منظر عام پر لایا"۔(۳)

مقبوضہ کشمیر کے غیر معمولی حالات کی بدولت اقبالیاتی سرگرمیوں کو مزید مہمیز نہ مل سکی لیکن مارچ ۱۹۶۸ء کو جب جگن ناتھ آزاد کو حکومت ہند کی طرف سے ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن بیورو کی حیثیت سے مقبوضہ کشمیر میں متعین کیا گیا تو انھوں نے ریاست میں اقبالیاتی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ اور ۱۹۷۱ء میں کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں تین توسیع خطبات بعنوان "اقبال اور جدید مغربی مفکرین" "اقبال اور برگساں" "اور اقبال اور نطشے دیئے۔ اگست ۱۹۷۱ء میں ظفر اقبال کی تصنیف بعنوان "اقبال ادیبوں کی نظر میں" سری نگر سے شائع ہوئی یہ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ جگن ناتھ آزاد نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو سری نگر میں اقبال نمائش کا بندوبست کیا اس نمائش میں اقبال کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں اور اقبال کی مختلف تصاویر کو شامل کیا گیا۔ اس نمائش میں مقبوضہ کشمیر کے اداروں جامعہ کشمیر سری نگر، جامعہ جموں، ڈائریکٹوریٹ آف انفارمیشن جموں وکشمیر اور جموں وکشمیر کلچر اکیڈیمی سری نگر نے اہم کردار ادا کیا۔ اس نمائش کے افتتاح کے متعلق جگن ناتھ آزاد تحریر کرتے ہیں کہ

"اس نمائش کا افتتاح حکومت ہند کے وزیر اطلاعات ونشریات جناب اندر کمار گجرال نے کیا
تھا۔ جناب شیخ محمد عبداللہ اس میں مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہوئے۔"(۴)

اس اقبال نمائش کے بعد مقبوضہ کشمیر میں اقبال فہمی کی فضا میں نکھار آیا اور سری نگر سے پیر غیاث الدین نے اپنے مجلے "علم ودانش" کا اقبال نمبر ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔ سری نگر میں بزم یادگار اقبال نے ۱۹۷۵ء میں یوم اقبال منایا اس تقریب میں شیخ عبداللہ اور مولوی محمد فاروق دونوں سیاسی حریف اکٹھے شریک ہوئے۔ اور بزم کے جریدے "دھنک" نے ۱۹۷۵ء میں اقبال نمبر بھی شائع کیا۔ اس یوم اقبال کے موقع پر مقبوضہ کشمیر میں دنیا کی پہلی اقبال چیئر قائم کرنے کے لیے مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ شیخ عبداللہ سے مطالبہ کیا گیا اس طرح مقبوضہ کشمیر میں ۱۹۷۷ء میں دنیا کی پہلی اقبال چیئر قائم کی گئی اس کے متعلق شیخ عبداللہ اپنی کتاب "آتش چنار" میں تحریر کرتے ہیں کہ

"مجھے ساری عمر قلق رہا کہ علامہ نے میری درخواست پر کشمیر آنا مان لیا تھا لیکن پہلے ڈوگرہ حکومت نے اس کی راہ میں مشکلات پیدا کیں اور بعد میں موت کا بے رحم ہاتھ ان کی راہ میں ہمیشہ کے لئے حائل ہو گیا اور ہم نے ان کی یاد میں کشمیر یونیورسٹی میں دنیا کی پہلی مسند اقبال قائم کی ہے۔"(۵)

مقبوضہ کشمیر میں اقبال صدی تقریبات کے انعقاد کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے چیئر مین مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ شیخ عبداللہ تھے۔ اقبال صدی کی تقریبات میں کلام اقبال پر مبنی موسیقی، مشاعرے، سیمینار، تراجم، مصوری اور اقبال مباحث شامل تھے۔ اقبال صدی تقریبات مقبوضہ کشمیر میں ایک سال تک جاری رہیں جن کی بدولت اقبال شناسی کے متعلق کئی سنگ میل عبور ہوئے۔ مقبوضہ کشمیر کے مختلف اخبارات، جرائد اور رسائل نے اقبال کے حوالے سے مختلف خصوصی ایڈیشن شائع کیے۔ العطش، بازیافت، شیرازہ جیسے رسائل نے خصوصی اقبال نمبر شائع کیے۔ مقبوضہ کشمیر کے غیور عوام نے اقبال چیئر کو مزید ترقی کا مطالبہ کر دیا جس کے متعلق ڈاکٹر ریاض توحیدی تحریر کرتے ہیں کہ

" ۱۹۷۹ء میں اس چیئر کو توسیع دے کر اقبال انسٹی ٹیوٹ میں تبدیل کیا گیا۔ علامہ اقبال کے نور بصیرت کو عام کرنے کے سلسلے میں اقبال انسٹی ٹیوٹ نہ صرف وادی بلکہ ہندوستان کے دوسرے اقبالیاتی اداروں میں بقعہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔"(۶)

اقبال انسٹی ٹیوٹ کا اپنا تحقیقی مجلہ "اقبالیات" ۱۹۸۱ء سے سالانہ بنیادوں پر شائع ہو رہا ہے۔ اس مجلے میں اقبال کے فکر و فن کے حوالے سے دنیا کے اہم اقبال شناسوں کے مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ادارہ مختلف سیمینارز بھی منعقد کرواتا رہتا ہے۔ ان سیمینارز میں مقبوضہ کشمیر کے علاوہ ہندوستان اور دنیا کے مختلف اقبال شناسوں کو دعوت دی جاتی ہے تاکہ فکر اقبال کو عام کیا جا سکے۔ اس ادارے میں جو مختلف سیمینارز منعقد ہوئے ہیں ان میں اقبال اور تصوف (۱۹۷۷ء) اقبال اور مغرب (۱۹۷۸ء) جدیدیت اور اقبال (۱۹۸۱ء) اقبال اور اُردو نظم (۱۹۸۴) اقبال کی شاعری کا استعاراتی نظام (۱۹۸۷ء) اقبال کی فارسی شاعری (۱۹۸۷ء)، اقبال۔۔ خطابت اور شاعری (۱۹۸۹ء)، اقبال اور قرآن (۱۹۹۲ء) اقبالیات کا تنقیدی جائزہ، (۱۹۹۵ء)، اقبال کا فن (۱۹۹۷ء)، وہ دانائے سبل ختم الرسلؐ (۱۹۹۹ء)، اقبال اور معاصر نظام تعلیم (۲۰۰۰ء)، اقبال اور تعمیر آدمیت (۲۰۰۱ء)، اقبالیات گذشتہ دس سال (۲۰۰۳ء) عہد جدید میں دانش ور اقبال کی معنویت (۲۰۰۹ء) فکر و فن اقبال کے چند پہلو (۲۰۱۲ء)، اقبال اور عظمت آدم (۲۰۱۲ء)، قرآن حکیم اور فکر اقبال (۲۰۱۶ء)۔ اقبال انسٹی ٹیوٹ میں سیمینارز کے علاوہ توسیعی خطبات کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ تاکہ فکر اقبال کو سہل اور عام فہم انداز میں سمجھایا جا سکے۔ مقبوضہ کشمیر کے اقبال شناسوں کے علاوہ ہندوستان کے اقبال شناسوں میں ایس کے گھوش، پروفیسر دیا کرشن، خشونت سنگھ، پروفیسر سید وحید الدین، ابوالحسن علی ندوی، پروفیسر سعید احمد اکبر آبادی، ڈاکٹر مسعود حسین، ڈاکٹر شکیل الرحمن، کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر اے ٹی ایمبری، پریگا ریناتا شا اور جرمن مستشرقہ پروفیسر انا ماری شمل بھی مقبوضہ کشمیر میں توسیع خطبات دیئے ہیں۔

اقبال انسٹی ٹیوٹ میں ایم فل اور پی ایچ ڈی اقبالیات کی سطح پر تعلیم بھی دی جاتی ہے اب تک اس ادارے سے سو سکالرز نے ایم فل اور تیس سکالرز نے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اس ادارے نے (۸۰) کتب اقبال فہمی کے حوالے سے شائع کی ہیں۔ جگن ناتھ آزاد اقبال انسٹی ٹیوٹ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

"تاریخ اقبالیات میں اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی سری نگر کی ادبی خدمات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔اس ادارے نے معیاری سیمناروں کے انعقاد، توسیعی لیکچروں اور بلند پایہ کتب اور اپنے جریدے کی اشاعت سے جس طرح اقبالیات کو فروغ دیا ہے اس کی نظیر ملک بھر میں نہیں ملتی۔"(۷)

مقبوضہ کشمیر کے سرمائی دارالحکومت میں قائم جامعہ جموں فکر اقبال کی ترویج میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔اس جامعہ میں جگن ناتھ آزاد اور گیان چند جین جیسے اقبال شناسوں کی بدولت اس علاقے میں فکر اقبال کی تفہیم کو سہل کر دیا ہے۔یہاں ڈاکٹر عبدالحق، جگن ناتھ آزاد اور پروفیسر عبدالمغنی جیسے اقبال شناس توسیع خطبات دیتے رہے ہیں۔اقبال صدی تقریبات کے دوران محفل مشاعرہ اقبال نمائش اور مختلف سیمنارز بھی منعقد کیے جاتے رہے ہیں جامعہ جموں کا تحقیقی مجلہ "تسلسل" بھی فکر اقبال کی تفہیم میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔اس یونیورسٹی میں ایم فل اقبالیات کے دو مقالات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کے حوالے سے بھی دو مقالات لکھے جا چکے ہیں۔مقبوضہ کشمیر میں جموں و کشمیر کلچر اکیڈیمی بھی اقبالیاتی سرگرمیوں کا ایک محور ہے۔ اقبال صدی کی تقریبات اس ادارے کے تعاون سے مقبوضہ کشمیر میں منعقد کی گئی۔اس ادارے نے دو سیمنارز بھی منعقد کیے۔پہلا سیمنارز ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء سری نگر کے ٹیگور ہال میں منعقد ہوا اس کی صدارت شیخ عبداللہ نے کی اور کل چھتیس مقالات پیش کئے گئے۔اقبال صدی کا دوسرا سیمنار جموں میں منعقد کیا گیا جس میں کل چودہ مقالات پیش کیے گئے۔ان مقالات کو مرتب کر کے اسد اللہ وانی نے "محفل اقبال"(۱۹۷۸ء) کے عنوان سے شائع کیا۔اس ادارے کا مستقل مجلہ "شیرازہ" جو مقبوضہ کشمیر کی مختلف علاقائی زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔اس مجلے میں اقبال کے متعلق خاطر خواہ مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔۱۹۷۷ء میں اس مجلے کا اقبال نمبر مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا تھا"شیرازہ"کا اردو اقبال نمبر رشید نازکی، ہندی کا اقبال نمبر رمیش مہتہ نے،ڈوگری زبان میں اوم گوسوامی نے اور کشمیری زبان میں اقبال نمبر محمد امین کامل نے مرتب کیا یہ ادارہ مقبوضہ کشمیر میں فکر اقبال کو مختلف زبانوں میں عام کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔یہ ادارہ اقبالیاتی مطبوعات کو شائع کرنے اور شائع کروانے میں مالی مدد بھی فراہم کرتا ہے۔کلام اقبال کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی کرتا ہے۔ڈاکٹر ریاض توحیدی اس ادارے کی اقبالیاتی سرگرمیوں کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

"کلچر اکیڈیمی نے ریاست بھر میں اقبالیاتی سرگرمیوں کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔اکیڈیمی نے کلام اقبال کو ریاست کی بڑی زبانوں میں ترجمہ کروایا۔اقبال نمبر بھی شائع ہوا جس میں ریاست کے ماہرین اقبالیات کے مضامین شائع کئے گئے۔"(۸)

مقبوضہ کشمیر کے اقبال شناس اوران کی اقبالیاتی تصانیف

۱۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری:۔

آپ ۱۹۲۹ء کو سری نگر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے پرانے رسائل و جرائد میں موجود اقبالیاتی آثار کو منظر عام پر لایا۔ آپ نے ماہنامہ رسالہ "حکیم الامت "۲۰۰۶ء میں بڈگام سے اور ۲۰۰۹ء میں اس رسالے کو سری نگر سے شائع کرنا شروع کیا آپ کی وفات کے بعد اب یہ رسالہ ڈاکٹر ظفر حیدری سری نگر سے شائع کر رہے ہیں یہ رسالہ مقبوضہ کشمیر میں فکر اقبال کی آبیاری میں مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ آپ کی مندرجہ ذیل اقبالیاتی تصانیف ہیں۔ اقبال کی صحت زبان (۱۹۹۸ء) اقبال اور علامہ شیخ زنجانی (۲۰۰۲ء) معرکہ اسرار خودی (۲۰۰۴ء) اقبال نادر معلومات (۲۰۰۶ء) اقبالیات کے نئے گوشے (۲۰۰۹ء) اور کلام اقبال نادر و نایاب رسالوں میں (۲۰۰۹ء)

۲۔ ڈاکٹر بشیر احمد نحوی:۔

آپ مقبوضہ کشمیر کے ضلع اسلام آباد میں ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ پی ایچ ڈی کا مقالہ آل احمد سرور اور ضیا الحسن فاروقی کی زیر نگرانی لکھا۔ آپ کو اقبال کا بیشتر اردو اور فارسی کلام زبانی یاد ہے اس لئے آپ کو حافظ اقبال کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر کے ڈائریکٹر بھی رہے ہیں۔ آپ کی مندرجہ ذیل اقبالیاتی تصانیف شائع ہوئیں۔ اقبال افکار واحوال (۱۹۸۹ء) وحدۃ الوجود اور اقبال (۱۹۹۲ء) حکیم مشرق (۱۹۸۹ء) چشمہ آفتاب (۱۹۹۶ء) مسائل تصوف اور اقبال (۲۰۰۰ء)، اقبال اور تجزیہ (۲۰۰۰ء) اقبال عرفان کی آواز (۲۰۰۱ء) اقبال کی تجلیات (۲۰۰۱ء) نفحات اقبال (۲۰۰۰ء) وہ دانائے سبل ختم الرسلؐ (۲۰۰۱ء)، اقبالیات گزشتہ دس سال (۲۰۰۴ء) اقبال بحر خیال (۲۰۰۷ء)۔ آپ نے بائیس ایم فل اور پی ایچ ڈی مقالات کے نگران بھی رہے ہیں۔

۳۔ ڈاکٹر بدر الدین:۔

آپ اسلامیہ کالج سری نگر میں صدر شعبہ عربی واسلامیات کے علاوہ اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر میں وزٹنگ فیلو بھی رہے ہیں۔ آپ کی دو اقبالیاتی تصانیف اقبال اور عالم عرب (۲۰۰۷ء) اور جامعہ کشمیر اور اقبالیات (۲۰۰۹ء) منظر عام پر آچکی ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر تسکینہ فاضل:۔

آپ ۱۹۵۵ء میں مقبوضہ کشمیر میں پیدا ہوئیں آپ کے والد فاضل کشمیری ایک نامور شاعر تھے جنہوں نے ۱۹۳۸ء کے منعقدہ یوم اقبال سری نگر کے مشاعرے میں بھی شرکت کی تھی۔ آپ نے آل احمد سرور کی زیر نگرانی ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا۔ آپ اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر میں ڈائریکٹر کے عہدے سے سبکدوش ہوئیں۔ آپ کی زیر نگرانی تیرہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات لکھے گئے۔ آپ کی اقبالیاتی تصانیف میں مطالعہ اسرار خوری (۲۰۰۰ء) اقبال اور ان کے معاصر شعراء واد باء (۲۰۰۳ء) اقبال نقش ہائے رنگ رنگ (۲۰۰۴ء) اقبال اور مطالعات اقبال (۲۰۰۸ء) اقبال اور عظمت آدم (۲۰۱۳ء) جادو نوا اقبال (۲۰۱۴ء) فکر و فن اقبال کے چند پہلو (۲۰۱۴ء) شامل ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر حامد کاشمیری:۔

آپ ۱۹۳۲ء میں سری نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک نقاد اور اقبال شناس ہیں۔ اکتشافی تنقید کے بانی تصور کیے جاتے ہیں۔ کشمیر یونیورسٹی سری نگر شعبہ اردو کے صدر بھی رہے ہیں۔ آپ کی اقبالیاتی تصانیف میں آئینہ ادراک (۱۹۹۳ء) اقبال اور غالب کا تخلیقی عمل کا مطالعہ (۱۹۷۸ء) حرف راز اقبال کا مطالعہ (۱۹۸۳ء) اور اقبال کا تخلیقی شعور (۲۰۰۶ء) منظر عام پر آچکی ہیں۔

۶۔ حکیم منظور:۔

آپ ۱۹۳۷ء کو سری نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کے عہدوں پر فائز رہے آپ کے کئی شعری مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں ۔آپ کی ایک اقبالیاتی تصنیف "اقبال ایک تذکرہ (۲۰۰۰ء) میں شائع۔ ۲۰۰۶ء میں سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا۔

۷۔ ڈاکٹر ریاض توحیدی:۔

آپ مقبوضہ کشمیر کے ایک ابھرتے ہوئے اقبال شناس ہیں۔ آپ نے اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت تک آپ کی دو اقبالیاتی تصانیف "جہان اقبال (۲۰۱۰ء) اور خلیفہ عبدالحکیم بطور اقبال شناس (۲۰۱۳ء) منظر عام پر آچکی ہیں۔

۸۔ عبداللہ خاور:۔

آپ کشمیر یونیورسٹی سری نگر کے لایبئریرین کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ آپ کا اقبال کے ساتھ قلبی لگاؤ اس قدر تھا کہ لائبریری میں موجود رسائل و جرائد اور کتب کے اشاریئے مرتب کر کے مقبوضہ کشمیر سے شائع کیے۔ آپ کا پہلی مرتبہ اشاریہ بعنوان مطبوعات اقبال انسٹی ٹیوٹ (۱۹۹۹ء) اور۔ "مقتائے اقبال۔" کی تین جلدیں شائع ہوئیں۔ آپ کے مرتب کردہ اشاریئے مقبوضہ کشمیر میں اقبال شناسی میں اہم مقام رکھتے ہیں۔

۹۔ ڈاکٹر غلام رسول ملک:۔

آپ نے ۱۹۸۴ء میں جامعہ کشمیر سری نگر کے شعبہ انگریزی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس جامعہ میں ہی آپ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز رہے۔ اقبالیات کے حوالے سے آپ کی اُردو تصنیف سرود سحر آفرین (۱۹۹۲ء) اور اقبال کا فکر و فن ایک مطالعہ (۲۰۱۴ء) آپ کی کتاب "سرود سحر آفرین" اقبال اکادمی لاہور سے بھی شائع ہوئی۔ آپ کی انگریزی میں دو اقبالیاتی کتب The Bloody Horizon(۱۹۹۰ء) اور (Iqbal andEnglish Romantics(2014) شائع ہوئی ہیں۔

۱۰۔ ڈاکٹر محمد امین اندرابی:۔

آپ ۱۹۴۰ء کو ملارٹہ سری نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ آل احمد سرور کی زیر نگرانی لکھا۔ آپ نے جامعہ کشمیر سری نگر میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ مقبوضہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر کے پہلے ڈائریکٹر تھے۔ آپ کی ادارت میں انسٹی ٹیوٹ

کے مجلہ "اقبالیات" کے سات شمارے شائع ہوئے۔آپ کی اقبالیاتی تصانیف میں اقبال کی فارسی شاعری(۱۹۸۹ء)،اقبال اور غزل (۱۹۸۹ء) مطالعہ مکاتیب اقبال(۱۹۹۱ء)اقبال اور قرآن (۱۹۹۴ء)اقبال کا فن (۱۹۹۸ء)اقبالیات کا تنقیدی جائزہ شامل ہیں۔آپ کا انتقال ۲۰۰۱ء میں سری نگر میں ہوا۔

۱۱۔ مرغوب بانہالی:۔

آپ جامعہ کشمیر کے شعبہ فارسی، کشمیری اور وسط ایشائی مطالعات میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔آپ اقبال انسٹی ٹیوٹ میں اقبال کے فارسی کلام پڑھانے پر مامور رہے ہیں۔ آپ کی دو تصانیف آدم گری اقبال(۲۰۰۴ء)اور کلام اقبال کے روحانی، فکری اور فنی سرچشمے (۲۰۰۴ء)شائع ہو چکی ہیں۔

۱۲۔ ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی:۔

اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر کے موجودہ ڈائریکٹر ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی ۱۹۶۳ء میں مقبوضہ کشمیر کے ضلع سوپور میں پیدا ہوئے۔آپ نے ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ ڈاکٹر بشیر احمد نحوی کی زیر نگرانی لکھا۔اقبالیات کے حوالے سے اس وقت تک آپ کی چار تصانیف بعنوان "تشکیل جدید الٰہیات کے مسلم اعلام(۲۰۰۲ء)،اقبال عشق رسولؐ کے آئینے میں (۲۰۰۴ء)نالہ نیم شب (۲۰۰۸ء)اور نظریہ اجتہاد اور اقبال(۲۰۰۸ء)شائع ہو چکی ہیں۔

۱۳۔ غلام نبی خیال:۔

آپ مقبوضہ کشمیر کے ایک نامور صحافی اور محقق ہیں۔آپ کی تصنیف "اقبال اور تحریک آزادی کشمیر" بیک وقت سری نگر اور اقبال اکادمی لاہور سے شائع ہوئی ہے۔اس کتاب میں مصنف نے اقبال اور تحریک آزادی کشمیر کے متعلق بعض غلط فہمیوں کو حقائق کی روشنی میں رد کیا ہے۔

۱۴۔ سید علی گیلانی:۔

مقبوضہ کشمیر کی تحریک حریت کے ایک اہم رہنما آپ کی تصنیف "اقبال روح دین کا شناسا" سری نگر سے ۲۰۰۰ء میں اور ۲۰۰۹ء میں یہ کتاب لاہور سے شائع ہوئی۔اس کتاب کے دیباچے میں ڈاکٹر جاوید اقبال تحریر کرتے ہیں کہ "آزادی کشمیر کی تحریک میں علی گیلانی کے لئے کلام اقبال ایک بڑا سرچشمہ ثابت ہوا ان کی زیر نظر کتاب اقبال روح دین کا شناسا اسی تعلق کی داستان اور شہادت پیش کرتی ہے۔"(۹)

۱۵۔ ڈاکٹر مدثر ماجد:۔

آپ اس وقت جوہر نگر کے کالج میں تدریس خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ نے اقبال انسٹی ٹیوٹ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے ۔آپ کی ایک اقبالیاتی تصنیف کلام اقبال کی شرحیں تحقیقی جائزہ(۲۰۱۱ء) شائع ہو چکی ہے۔

۱۶۔ معید الظفر:۔

اس وقت آپ اقبال انسٹی ٹیوٹ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کی تخلیق تہذیبی تصادم اور فکر اقبال(۲۰۰۴ء)موجودہ دور کے عالمی حالات کے تناظر میں ایک اچھی کاوش ہے۔

۱۷۔ ڈاکٹر فیض احمد:۔

آپ نے جامعہ کشمیر کے شعبہ اردو میں "اقبال،انسان اور خدا" کے عنوان سے ڈاکٹر قدوس جاوید کی زیر نگرانی ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا۔آپ کی تصنیف "صحبت صالحین فکر اقبال کی روشنی میں"(۱۹۹۸ء) شائع ہو چکی ہے۔

۱۸۔ عرفان ترابی:۔

آپ کا تعلق مقبوضہ کشمیر کے علاقے کا وہ پورہ سے ہے۔آپ نے کشمیری زبان میں "اقبال تہ فلسفہ خودی"(۲۰۱۱ء) میں تحریر کی۔اور ۲۰۱۴ءمیں "اقبال کا فلسفہ خوری"ایک ضخیم کتاب لکھی۔

۱۹۔ ڈاکٹر محمد سلطان شاہ اصلاحی:۔

آپ نے عربی میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اور اقبال انسٹی ٹیوٹ میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کی کتاب-"شوقی اور اقبال "(۲۰۱۷ء)دونوں مشاہیر کے درمیان مماثلتوں کو سمجھنے کی ایک عمدہ کوشش ہے۔مندرجہ بالا اقبالیاتی تخلیقات کے علاوہ مقبوضہ کشمیر سے وہ کتب بھی منظر عام پر آئی جن کے تخلیق کار مقبوضہ کشمیر کے رہائشی نہیں تھے بلکہ وہ مقبوضہ کشمیر میں درس وتدریس کے سلسلہ میں تعینات رہے۔

۲۰۔ پروفیسر آل احمد سرور:۔

مقبوضہ کشمیر میں دنیا کی سب سے پہلی اقبال چیئر کا قیام عمل میں لایا گیا تو عالمی شہرت یافتہ اقبال شناس آل احمد سرور(۱۹۱۱ء-۲۰۰۲ء) کو تعینات کیا گیا اور جب اقبال چیئر کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کا درجہ دیا گیا آپ کو اس کے پہلے ڈائریکٹر ہونے کا شرف حاصل ہے۔قیام مقبوضہ کشمیر کے دوران آ

پ کی مندرجہ ذیل کتب مقبوضہ کشمیر سے منظر عام پر آئیں۔اقبال اور تصوف،(۱۹۸۰ء)اقبال اور مغرب (۱۹۸۱ء) تشخص کی تلاش اور اقبال (۱۹۸۴ء) جدیدیت اور اقبال (۱۹۸۵ء)اقبال اور اُردو نظم (۱۹۸۵ء)Modernity and Iqbal,اقبال انسٹی ٹیوٹ میں آپ کی نگرانی میں چودہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقامات لکھے گئے۔آپ کی ادارت میں ہی رسالہ۔"اقبالیات"کا آغاز ہوا۔

۲۱۔ ڈاکٹر شکیل الرحمن:۔

آپ کا تعلق حیدر آباد سے تھا۔۱۹۶۱ء میں آپ نے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔آپ اپنی ملازمت کے دوران مقبوضہ کشمیر کی جامعہ کشمیر میں لیکچرر،ڈین فیکلٹی آف آرٹ اور وائس چانسلر کے عہدے پر بھی فائز رہے۔مقبوضہ کشمیر سے آپ کی دو اقبالیات تصانیف "اقبال کی جمالیات چند بنیادی اشارے "(۱۹۷۳ء)اور اقبال اور فنون لطیفہ (۱۹۷۳ء)منظر عام پر آچکی ہیں۔آپ کا انتقال ۱۱ مئی ۲۰۱۶ء کو ہوا۔

۲۲۔ جگن ناتھ آزاد:۔

آپ نے مقبوضہ کشمیر میں اقبال شناسی کے حوالے سے بہت اہم کردار ادا کیا۔سری نگر میں اقبال نمائش آپ ہی کا کارنامہ ہے۔اس کے علاوہ آپ نے مختلف جگہوں پر اقبال پر توسیعی خطبات بھی دیئے۔اقبالیات کے حوالے سے آپ کا ذخیرہ مقبوضہ کشمیر کے قیام کے دوران ہی معرض وجود میں آیا۔ اقبال اور کشمیر (۱۹۷۷ء)، فکر اقبال کے بعض پہلو (۱۹۸۲ء)اقبال کی کہانی (۱۹۸۴ء) محمد اقبال ایک ادبی سوانح (۱۹۸۴ء) مرقع اقبال (۱۹۹۶ء) روداد اقبال جلد اول (۲۰۰۵ء)مرتبہ امین بنجارا شامل ہیں۔

۲۳۔ سید وحید الدین:۔

آپ ۱۹۰۹ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے آپ عثمانیہ یونیورسٹی میں فلسفے کے استاد رہے ہیں۔پروفیسر آل احمد سرور آپ کو توسیعی خطباات کے لیے مقبوضہ کشمیر میں بلاتے رہے ہیں۔یہ توسیعی خطبات بعض میں کتابی صورت میں مقبوضہ کشمیر سے شائع ہوئے۔ان کتب میں حکمت گوئٹے اور اقبال (۱۹۸۴ء)، تفکر اقبال (۱۹۸۷ء) فلسفہ اقبال (۱۹۸۷ء)اور اقبال اور مغربی فکر (۱۹۸۷ء) شامل ہیں۔آپ ۱۹۹۸ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

۲۴۔ سعید احمد اکبر آبادی:۔

اقبال چیئر کے قیام کے بعد جب پہلا سیمنار منعقد ہوا تو اس میں سعید احمد اکبر آبادی نے اپنا مقالہ "اقبال اور تصوف" کے عنوان سے پیش کیا۔ اس کے علاوہ خطبات اقبال کے حوالے سے کئی توسیعی خطبات دیئے یہ خطبات کتابی صورت میں مقبوضہ کشمیر سے "خطبات اقبال پر ایک نظر" (۱۹۸۳ء) کے عنوان سے شائع ہوئے۔ آپ کی یہ کتاب اقبال اکادمی لاہور سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

۲۵۔ ڈاکٹر عبدالحق:۔

ہندوستان کے انتہائی معتبر اقبال شناس ڈاکٹر عبدالحق مقبوضہ کشمیر میں مختلف اقبالیاتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ آپ کی کتاب "اقبال اور اقبالیات (۲۰۰۹ء) سری نگر سے شائع ہوئی۔ آپ نے جامعہ جموں میں اقبال پر توسیعی خطبات بھی دیئے ہیں۔

تراجم اقبال

مقبوضہ کشمیر میں افکار اقبال کو عام فہم بنانے کے لیے اقبال کے کلام کو مقامی زبانوں میں ترجمہ کرنے کا رجحان بھی بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ ان تراجم کی بدولت افکار اقبال تک عام آدمی کی رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں مندرجہ ذیل افراد نے تراجم اقبال میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ غلام احمد ناز کل گامی نے "اسرار خوری۔" کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا۔ سید غلام قادر اندرابی نے بال جبریل، ۔پس چہ باید کرد اے اقوام شرق۔، ضرب کلیم ،جاوید نامہ اور گلشن رازِ جدید کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا۔ سلطان الحق شہیدی نے پیام مشرق کا ترجمہ کشمیری زبان میں کیا۔ محمد امین کامل نے اقبال کے اردو کلام کے منتخب حصوں کا ترجمہ کشمیری زبان میں۔"زژ ہلم" کے نام سے کیا۔ موتی لال پشکر نے کلام اقبال کے منتخب حصوں کو سنسکرت زبان میں ترجمہ کر کے "اقبال کادیہ درشتم" کے عنوان سے شائع کیا۔ ڈاکٹر چمن لال رینا نے کلام اقبال کے منتخب حصوں کو ہندی کا روپ دے کر "اقبال کا ودرش" کے عنوان سے شائع کیا۔ سردار امریک سنگھ نے شکوہ اور جواب شکوہ کا پہاڑی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ مجاز جے پوری نے کلام اقبال کی تضمین کر کے "دو آبہ۔" کے نام سے شائع کیا۔ مقبوضہ کشمیر میں تراجم اقبال کی افادیت کے متعلق کلیم اختر لکھتے ہیں کہ

> "کلام اقبال کے کشمیری اور دیگر زبانوں میں تراجم اس دور میں بے حد ضروری ہیں۔ کیونکہ علامہ اقبال نے کشمیری عوام کی جس مظلومی اور محکومی کے خلاف آواز بلند کی تھی وہ حالت آج بھی مقبوضہ کشمیر میں جاری ہے"۔(۱۰)

مقبوضہ کشمیر میں ان اقبالیاتی تصانیف اور تراجم اقبال کے علاوہ ایسی تخلیقات کی کثیر تعداد موجود ہے جن میں اقبال کے حوالے سے جزوی مقالات اور مضامین موجود ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں اقبال شناسی کے اتنے بڑے ذخیرے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈائریکٹر اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی تحریر کرتے ہیں کہ

> "کشمیر میں علامہ اقبال کی مقبولیت کا سبب صرف ان کا فکر و فن ہی نہیں بلکہ اقبال اصل میں تو فرزند کشمیر ہی ہیں۔ لہذا برصغیر کے ہر حصے بلکہ تمام دنیا سے زیادہ اہل کشمیر کو قبال پر فخر و ناز

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر میں اقبال کی شاعری اور فکر و عمل کے اثرات قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اقبال شناسی اور اقبال فہمی کا آغاز ان کی زندگی میں ہوا۔"(۱۱)

"فردوس بروئے زمین است" کو آج جس طرح ہندوستان نے گولے بارود کا ڈھیر بنایا ہوا ہے اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمان مجاہد سروں پر کفن باندھ کر بے سروسامانی کے عالم میں دس لاکھ بھارتی افواج کا مقابلہ جس بے جگری سے کر رہے ہیں تو یہ فکر اقبال کا یہ دیا ہوا درس حریت ہے جس کی بدولت وہ اپنا پیدائشی حق مانگ رہے ہیں۔ پروفیسر مسرت صبوحی اس کے متعلق تحریر کرتی ہیں کہ

"آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کی سرزمین پر آتش چنار بھڑک اٹھی ہے اور اس کے شعلے دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور علامہ اقبال کی شاعری نے کشمیریوں کے تن مردہ میں نئی روح پھونک دی ہے۔ اقبال کے فلسفہ انقلاب نے کشمیری رہنماؤں، عوام اور دانش وروں کو متاثر کیا تو وہ آزادی کا علم تھامے غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔" (۱۲)

ڈاکٹر عبدالحق جو مقبوضہ کشمیر میں توسیعی خطبات اور لیکچرز کے لئے اکثر تشریف لاتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "اقبال شاعر رنگین نوا" میں مقبوضہ کشمیر میں اقبال شناسی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ

"کشمیر سے اقبال کو جذباتی تعلق ہے وہاں کی تحریک آزادی میں اقبال کے اقوال و اشعار کی شروع سے ہی بڑا دخل رہا ہے۔ ان کی حیات میں ہی داعیان تحریک رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ مختصر عرض کروں اقبال کے اثرات نے نئی جنبش پیدا کی۔"(۱۳)

مقبوضہ کشمیر کے عوام بھارتی مظالم کے باوجود بھی فکر اقبال سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنا پیدائشی حق مانگ رہے ہیں۔ بھارتی توپوں کی گن گرج بھی ان کے آہنی عزم کو متزلزل نہیں کر سکی۔ ان حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ظفر حسین ظفر تحریر کرتے ہیں کہ

"حالات کے نشیب و فراز کے باوجود اقبال اور اقبال کی فکر سے آگاہی اور محنت کا سلسلہ جاری ہے۔ کشمیر میں ہر مقرر اپنی تقریر، ہر خطیب اپنے خطبے اور ہر مدرس اپنی تدریس کو کلام اقبال کے ذریعے موثر بناتا ہے آج بھی شعر اقبال کشمیر میں ابلاغ کا عمدہ ذریعہ ہیں۔"(۱۴)

آج کشمیریوں کی تیسری نسل آتش چنار میں سانس لے رہی ہے۔ انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب مقبوضہ کشمیر میں آزادی کا سورج طلوع ہوگا۔ کیونکہ اقبال نے اپنی دور س نگاہ سے اس قوم کی خصوصیات کو پرکھتے ہوئے کہا تھا کہ

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتش چنار   ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاک ارجمند (۱۵)

حوالہ جات:

۱۔ محمد اقبال، کلیات اقبال، اردو، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۹ء، ص ۶۷۸

۲۔ بشیر احمد نحوی،ڈاکٹر،(مرتبہ)اقبالیات گذشتہ دس سال،سری نگر،اقبال انسٹی ٹیوٹ،۲۰۰۴ء،ص ۱۱۳

۳۔ محمد امین اندرابی،ڈاکٹر،(مرتبہ)اقبالیات کا تنقیدی جائزہ،سری نگر،اقبال انسٹی ٹیوٹ،۱۹۹۷ء،ص ۱۶۹

۴۔ جگن ناتھ آزاد،ہندوستان میں اقبالیات آزادی کے بعد،لاہور،مکتبہ علم ودانش،اشاعت اول،۱۹۹۱ء،ص ۳۶

۵۔ محمد عبداللہ، شیخ،آتش چنار،راولپنڈی،رائل پبلشنگ کمپنی،۲۰۱۲ء،ص ۱۹۶

۶۔ ریاض توحیدی،ڈاکٹر،جہان اقبال،سری نگر،میزان پبلشرز،۲۰۱۰ء،ص ۱۶۵

۷۔ جگن ناتھ آزاد،تعمیر فکر،جموں کریسنٹ ہاؤس،۲۰۰۳ء،ص ۴۵

۸۔ ریاض توحیدی،ڈاکٹر،جہان اقبال،ص ۱۶۵

۹۔ علی گیلانی،سید،اقبال روح دین کا شناسا،لاہور،منشورات،۲۰۰۹ء ص ۸

۱۰۔ کلیم اختر،اقبال اور مشاہیر کشمیر،سری نگر،گلشن پبلشرز،۲۰۰۲ ص ۳۴۵

۱۱۔ بشیر احمد نحوی،ڈاکٹر،اقبالیات گزشتہ دس سال،ص ۱۵۳

۱۲۔ مسرت صبوحی،پروفیسر،کشمیر میں مذاحمتی ادب،میرپور،علی پرنٹر،۲۰۱۴ء،ص ۲۵

۱۳۔ عبدالحق،ڈاکٹر،اقبال شاعر رنگین نوا،نئی دہلی،دریائے گنج،۲۰۰۹ء،ص ۲۵

۱۴۔ ظفر حسین ظفر،وادی گل پوش،لاہور،منشورات،۲۰۱۲ء،ص ۱۰۹

۱۵۔ محمد اقبال،کلیات اقبال (اردو)،ص ۶۸۱